حافظ محمد سعید احمد ایم ۔ اے
اسلامیات ۔ ایم ۔ فل (لاہور کینٹ)

اسلامی سیاسیات میں الماوردی کا مقام

ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری ثم البغدادی ۳۶۴ھ / ۹۷۴ء میں عراق کے شہر بصرہ میں پیدا ہوئے[1] بصرہ میں انہوں نے شیخ ابوالقاسم البصری سے تفسیر ۔ فقہ اور اصولِ فقہ کا درس لیا ۔ پھر آپ بغداد منتقل ہو گئے جہاں شیخ ابوحامد الاسفرائینی سے علوم متداولہ کی تکمیل کی[2]

الماوردی مختلف شہروں میں قاضی کے منصب پر فائز ہوتے رہے اور بالآخر بغداد کے قاضی مقرر ہوئے اور وفات تک اسی شہر میں مقیم رہے ۔

تاریخ اسلام میں الماوردی کو یہ شرف اوّلیت حاصل ہے کہ انہیں سب سے پہلے "اقضی القضاۃ" کا خطاب دیا گیا ۔ عدلیہ میں قبل ازیں اعلیٰ ترین عہدہ قاضی القضاۃ کا ہوتا تھا ۔ مگر خلیفہ القادر باللہ عباسی نے ان کے علم و فضل اور فقہی علوم میں تجربہ کے پیشِ نظر انہیں اقضی القضاۃ کا عہدہ عطا کیا ۔[3]

الماوردی نے تفسیر، فقہ، اصولِ فقہ، عقائد، سیاست اور ادب میں کمال پیدا کیا اور ہر فن پر ان کی کتابیں موجود ہیں ۔ مثلاً ۔

(۱) کتاب الحاوی الکبیر فی فقہ الشافعیہ (۲) ادب الدنیا والدین (۳) الاحکام السلطانیہ والولایات الدینیۃ (۴) قوانین الوزارۃ (۵) سیاسۃ الملک (۶) کتاب العیون والنکت (۷) نصیحۃ الملوک (۸) تسہیل النظر و تعجیل الظفر فی سیاسۃ الحکومات (۹) اعلام النبوۃ (۱۰) معرفۃ الفضائل (۱۱) الامثال والحکم (۱۲) کتاب الاقناع (۱۳) تفسیر قرآن الحکیم[4]

الماوردی نے اگرچہ مختلف علوم و فنون پر کتابیں لکھی ہیں لیکن سیاسیات میں ان کی کتاب "الاحکام

---

[1] ابن خلکان، وفیات الاعیان، مطبوعہ قاہرہ، ج ۱، ص ۴۱۰ ۔
[2] یاقوت الحموی، معجم الادباء، مطبوعہ قاہرہ، ج ۵، ص ۴۰۷
[3] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۔ دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۶۷ / ۱۵م ۔
[4] الزرکلی، خیر الدین ۔ الاعلام ۔ ۵ / ۱۴۶

السلطانیہ" کو جو شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی وہ ان کی دوسری کتابوں کو حاصل نہ ہوسکی۔ یہ کتاب اب بھی اسلامی دستور کے اہم ترین ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے اور نظم مملکت اور اسلامی سیاست کے اولین نقوش کی عکاسی کرتی ہے۔

قمرالدین اپنے مقالہ AL-Mawardi's Theory of the state. میں لکھتے ہیں

AL-Mawardi's main political thought is embodied in his "AL-Ahkam-ul-sultaniyah" only a smal political of work is however devoted to political theory, the rest of it discusses the details of public administration and rules of Government. But this ramall portion is extremery important because it is the first attempt in Islamic history at evolving a comprehensive theory of the state and because it has left an enduring influence on the course of Muslim political thought uptil our ounday. ۲

الماوردی نے اس کتاب میں اسلامی نظریہ سیاست وحکومت پر بہت تھوڑی بحث کی ہے اور زیادہ تر اصولِ حکومت ونظم ونسق کے بارے میں لکھا ہے، مگر اس کے باوجود اسلام کی تاریخ میں نظریۂ سیاست پر یہ سب سے پہلی کوشش ہے۔

الاحکام السلطانیہ | "الاحکام السلطانیہ" احکام اور سلطانیہ سے مرکب ہے "احکام" "حکم" کی جمع ہے جس کے لغوی معنیٰ ہیں "روکنا"، "منع کرنا" عام استعمال میں

---

۲. Qamar-ud-Din Khan, AL-Mawardi's theory of the state, Iqbal, Vol:-3, P No:-3. Bazam Iqbal, Lahore. 19....

اس کے معنی "فیصلہ" قانون، ضابطہ، امر، اور آئین کے ہوجاتے ہیں [1] (حکومت اور تحکیم اسی کے مشتقات ہیں) فقہ اسلامی میں "حکم" کا اطلاق "اوامر و نواہی" اور ضوابط پر ہوتا ہے دوسرا عنصر "سلطانیۃ" "سلط" سے مشتق ہے "سلطان" کے معنی "غلبہ و اقتدار" کے آئے ہیں۔ چنانچہ الاحکام السلطانیہ سے مراد وہ قوانین ہیں جن کو اقتدار اعلیٰ کی تائید حاصل ہو۔

فقہا اور اصولیین نے اس اصطلاح کو اسلامی معاشرت کے "سیاسی انتظامات" کے تینوں پہلوؤں مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ کے لیے استعمال کیا ہے درحقیقت اس وقت تک ان کی واضح حد بندی اور تعریف کا تصور موجود نہ تھا۔

اسی لیے ایسے مسائل مثلاً۔ اقتدار اعلیٰ کس کو حاصل ہے؟ ریاست کس کو کہتے ہیں؟ اور جنہیں آج اساسی سمجھا جاتا ہے ان کے دائرہ بحث میں نہیں آتے۔

الاحکام السلطانیہ کے اہم مباحث

الاحکام السلطانیہ بیس ابواب میں منقسم ہے جن میں سیاسیات کے ہر پہلو پر بحث کی گئی ہے الماوردی کتاب و مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ۔

"والذی تضمنه هذا الکتاب من الاحکام السلطانیه والولایات الدینیة، عشرون باباً۔"

اس کتاب میں جو آئین حکمرانی اور ہدایات دینی بیان کیے گئے ہیں انہیں بیس ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

اس کتاب میں جو آئین حکمرانی اور ہدایات دینی بیان کیے گئے ہیں، انہیں بیس ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ عقد الامامة ۔ امام کس طرح مقرر ہوتا ہے ۔ ۲۔ تقلید الوزارة تقرر وزراء سے متعلق۔

۳۔ تقلید الامارة علی البلاد ۔ ملکی عمال کے تقرر کے متعلق۔

۴۔ تقلید الامارة علی الجهاد ۔ فوجی سپہ سالاروں کے تقرر کے متعلق۔

۵۔ والولایة علی حروب المصالح ۔ کوتوالی سے متعلق۔

---

[1] LANE, ARAHIC ENGLISH LEXICON VOL. I BOOK I P616 (WILLIANS B NOOGALE 1863)

۶- ولایۃ القضاء - عدالت ۷- ولایۃ المظالم - فوجداری

۸- ولایۃ النقابۃ علی ذوی الانساب - نقیب انساب

۹- والولایۃ علی امامت الصلوات - نمازوں کی امامت۔

۱۰- ولایۃ علی الحج - امیر حج - ۱۱- ولایۃ علی الصدقات - حاکم صدقات۔

۱۲- قسم الفیٔ والغنیمۃ : فیٔ اور مال غنیمت کی تقسیم۔

۱۳- وضع الجزیۃ والخراج : جزیہ اور خراج۔

۱۴- وفیما تختلف احکامہ من البلاد : مختلف علاقوں کے احکام۔

۱۵- احیاء الموات واستخراج المیاۃ : افتادہ اراضی کو آباد کرنے اور پانی کی بہم رسانی کے بیان میں

۱۶- الحمیٰ والارفاق - چراگاہ اور پڑاؤ کے بیان میں۔

۱۷- واُحکام الاقطاع - جاگیرات کے احکام۔

۱۸- وضع الدیوان وذکر اُحکامہ : دفاتر اور ان کے احکام۔

۱۹- احکام الجرائم : قوانین جرائم۔

۲۰- احکام الحسبۃ [1] : احکام احتساب کے بیان میں۔

الماوردی نے جو مندرجہ بالا ابواب کی تفصیل بیان کی ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اس نے حکومت اور ریاست کے تمام شعبوں کا احاطہ کیا ہے۔ جو اس وقت متداول تھے۔ ان نظریات سیاست کو بھی بیان کیا ہے۔ جو اس وقت رائج تھے۔

الماوردی کے دو معاصرین ابو یعلی الفراء (م ۴۵۸ھ) اور عبد القادر بغدادی (م ۴۲۹ھ) نے بھی اس موضوع پر کتابیں لکھیں۔ مگر جو شہرت و قبولیت ابوالحسن الماوردی کی احکام السلطانیہ کو حاصل ہوئی وہ ان کے معاصرین کی کتابوں کو حاصل نہ ہو سکی۔ ابو یعلی الفراء کی کتاب کا نام بھی "الاحکام السلطانیہ" ہے۔ مگر بقول کرد علی۔ ابوالحسن الماوردی کے ہاں علمی تدبر کے ساتھ ساتھ وسیع تجربہ بھی نظر آتا ہے جب کہ ابو یعلی کے ہاں فقط نظریاتی بحث موجود ہے عملی تجزیہ نظر نہیں آتا۔ [2]

الماوردی نظریاتی بحث کے ساتھ ساتھ سیاست و حکومت کے عملی میدان سے بھی کما حقہٗ آگاہ تھا۔

---

[1] الماوردی، احکام السلطانیہ، مکتبہ مصطفی البابی الحلبی، مصر ۱۹۶۶ء مقدمہ ص ۳۔

[2] کرد علی، کنوز الاجداد ص ۲۴۴۔

لیکن ابویعلی درسگاہ کی حدود سے باہر بھی نہ نکل سکا۔ عبدالقادر البغدادی کی کتاب کا نام "اصول الدین" ہے لیکن اس کا مواد اور اسلوب استدلال الماوردی کی احکام السلطانیہ سے ملتا جلتا ہے ۔ [۱]

الاحکام السلطانیہ کی خوبیاں اور خامیاں

(۱) ماخذ و مصادر، طرز استدلال۔ الماوردی کی احکام السلطانیہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا طرز استدلال اسلامی ہے۔ وہ قرآن اور حدیث کو سرچشمہ ہدایت سمجھتا ہے۔ اپنے خیالات کی توضیح و تائید کے لیے حتی الامکان قرآن مجید سے استفادہ کرتا ہے۔ احکام السلطانیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے اس کے ماخذ و مصادر یہ ہیں۔

۱۔ قرآن مجید۔ ۲۔ احادیث مبارکہ۔ ۳۔ اقوال صحابہ کرام رضؓ۔ ۴۔ تابعین کے اقوال۔ ۵۔ نامور مسلم فرمانرواؤں کے اقوال۔ ۶۔ قدیم شعراء کے شعروں سے استدلال۔

(۱) پہلے باب میں، حکام کی اطاعت اور امامت کے تقرر کے لیے یہ آیت کریمہ پیش کی ہے [۲]

(i) یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

(ii) اس امر کی وضاحت کے لیے کہ فرماں رواکو عیش و آرام کی زندگی سے احتراز کرنا چاہیئے وہ ان آیات کو پیش کرتا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو تفویض خلافت کے وقت ہدایات دی تھیں۔ [۳]

یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ۔

(iii) اسی طرح وزارت کے جواز کے لیے قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتا ہے [۴]

واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری (طٰہٰ)

۲۔ الماوردی نے احادیث نبویہ سے بھی استدلال کیا ہے۔

دکتور محمد عبدالقادر یوسف ابوفارس کے بقول تعداد الاحادیث فی کتاب الماوردی مایۃ واربعۃ وعشرین حدیثا" [۵]

---

[۱] قمرالدین خان، الماوردی کا نظریۂ سیاست، اقبال سہ ماہی، بزم اقبال لاہور، ج ۲ شمارہ ۳ ۱۹۵۵ء

[۲] الماوردی ص۵ [۳] الماوردی ص۱۴

[۴] الماوردی ص۲۲ [۵] ابوفارس، محمد عبدالقادر یوسف، قاضی ابویعلی الفراء وکتابہ الاحکام السلطانیہ اردن، ۱۹۸۱ ص۵۰۶

(۱) مثلاً کتاب کے آغاز ہی میں اطاعت امیر کے بارے میں یہ حدیث نقل کی ہے [۱]

تسيليكم بعدى ولاة فيليكم البرّ ببرة ويليكم الفاجر بفجوره فاسمعو الهم واطيعوا فى كل ما وافق الحق ـ فإن احسنوا فلكم ولهم وإن أساءُ و فلكم وعليهم ـ

(۱۱) اسی طرح امام کی شرائط میں مندرجہ ذیل احادیث بیان کی ہیں [۲]

(۱) الائمة من القريش ـ

(۲) قدموا قريشاً ولا تقدموها ـ

۳ ـ الماوردی نے صحابہ کرام کے اقوال وافعال سے بھی استدلال کیا ہے ـ

(۱) مثلاً ـ وجوب زکوٰۃ کا انکار کرتے ہوئے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف اعلان قتال کی صحابہ کرام رض کی مثال پیش کی ہے ـ [۳]

(۱۱) جنگ جمل میں جب جیش عائشہ کو شکست کھا کر میدان چھوڑنا پڑا تو حضرت علی رض نے ان کا تعاقب کرنے اور ان کے مال پر قبضہ کرنے سے منع فرمایا ـ کیونکہ وہ لوگ مسلمان تھے ـ اس واقعہ سے ماوردی نے یہ اصول مرتب کیا کہ متحاربین مسلمان ہوں تو غالب کے لیے مغلوب کا تعاقب کرنا اور ان کے مال کو مال غنیمت قرار دینا جائز نہیں ہے ـ [۴]

فقیہانہ انداز

ابوالحسن الماوردی نے اپنے عہد تک کے تمام مکاتب فکر کے نظریات سے استفادہ کیا تھا ـ چونکہ فلسفی کی بجائے ایک فقیہہ تھا اس لیے اس کا نظریہ سیاست فلسفیانہ ہونے کی بجائے فقیہانہ ہے ـ تاہم وہ متقدمین و معاصرین کے خیالات و آراء کی جمع و ترتیب پر بھی اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ مستقل آزادانہ رائے رکھتا ہے ـ اور اس کے ہاں اصابت رائے موجود ہے ـ

اس کے فقیہانہ انداز کی خوبیاں مندرجہ ذیل ہیں ـ

(۱) قرآن وسنت سے استدلال ـ (۱۱) مذاہب اربعہ کی آراء

(۱۱۱) مسلک شافعی کی ترجیح ثابت کرنا ـ (۱۷) اپنی رائے ـ

مثلاً : الاحکام السلطانیہ کے چھٹے باب میں قاضی کے اوصاف و شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتا

---

[۱] الماوردی ص ۵ ـ [۲] الماوردی ص ۶ ـ

[۳] الماوردی ص ۵ [۴] الماوردی ص ۶۰ ـ

ہے کہ عورتیں قاضی نہیں ہو سکتیں احناف کے نزدیک عورتیں بھی عہدہ قضاء پر فائز ہو سکتی ہیں۔ چونکہ ماوردی شافعی مذاہب کا نہ صرف پیرو ہے بلکہ اس کا مسلم الثبوت فقیہہ بھی ہے اس لیے اس نے امام شافعی کے مسلک کے مطابق عورتوں کو قاضی بننے کے حق سے محروم قرار دیا ہے البتہ اپنے دلائل کے ساتھ ساتھ دیگر مسالک کے دلائل بھی بیان کرتا ہے۔ ۱؎

(ii) حد سرقہ کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے فقہا کی آراء بیان کرتے ہیں۔

اذا قطع السارق والمال باق رد على مالكه، فان عاد السارق بعد قطعه فسرق ثانية بعد إحرازه قطع، وقال ابوحنيفه لا يقطع فى مال مرتين واذا استهلك السارق ما سرقه قطع وأغرم، وقال ابوحنيفه إن قطع لم يغرم وإن أغرم لم يقطع ۲؎

اگر چور کا ہاتھ قطع کر دیا جائے اور مال موجود ہو تو مالک کو واپس کر دیا جائے قطع کے بعد اس مال کو محفوظ جگہ سے چرا لے تو پھر قطع کیا جائے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ ایک مال پر دو مرتبہ قطع نہ کیا جائے اگر چرانے کے بعد مال کو ہلاک کر دے تو قطع بھی کیا جائے اور تاوان بھی لیا جائے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ قطع ہو تو تاوان نہیں اور تاوان لیں تو قطع نہیں۔

۳۔ عقلی استدلال

الماوردی فقیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ فلسفی بھی ہے۔ احکام شریعت کے اثبات کے لیے نقلی دلائل کے علاوہ عقلی دلائل بھی پیش کرتا ہے الاحکام السلطانیہ سے اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں یہاں ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ باب اوّل "فی عقد الامامة" میں امامت اور خلافت کی ضرورت واہمیت، قرآن وسنت سے بیان کرنے کے بعد یہ بیان کرتا ہے کہ عقلاً بھی امامت وخلافت اور امیر کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے لکھتا ہے۔

واختلف فى وجوبها هل وجبت بالعقل أو بالشرع فقالت طائفة وجبت بالعقل لما فى طباع العقلاء من التسليم لزعيم يمنعهم من التظالم ويفصل بينهم فى التنازع والتخاصم، ولولا الولاة لكانوا فوضى مهملين وهمجا مضامين ۳؎۔

ترجمہ: امام مقرر کیا جانا واجب ہے اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا اس مسئلہ کا وجوب از روئے

۱؎ الماوردی ص ۶۵ ۲؎ الماوردی ص ۲۲۸ ۳؎ الماوردی ص ۵۔

عقل ثابت ہے یا از روئے شرع بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ یہ از روئے عقل واجب ہے کیونکہ تمام ارباب خرد فطری طور پر اپنے معاملات ایسے رہبر کے سپرد کر دینا چاہتے ہیں جو انہیں ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے روکے مخاصمت باہمی میں ان کے درمیان فیصلہ کرے اگر ذی اقتدار افراد نہ ہوں تو عالم میں شخصی اقتدار پھیل جائے اور تہذیب و اجتماع کا شیرازہ بکھر جائے۔

۴۔ لغوی بحث

الاحکام السلطانیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ الماوردی نے بعض جگہ لغوی بحثیں کیں ہیں ۔ مثلاً دوسرے باب فی تقلید الوزارۃ میں لفظ وزیر کے لغوی معنیٰ ۔ اور اس کے اشتقاق سے بھی بحث کی ہے ، لکھتا ہے۔

اسم الوزارة مختلف فی اشتقاقه علی ثلاثة اوجه ، أحدها أنه ماخوذ من الوزر وهو الثقل لانه يحمل عن الملك اثقاله ، الثانی أنه ماخوذ من الوزر وهو الملجا ومنه قوله تعالی ﴿كَلَّا لَا وَزَرَ﴾ ای لا ملجاء فسمی بذلك لأن الملك يلجاء الی رأيه ومعونته ، والثالث أنه مأخوذ من الازر ، وهو الظهر ، لان الملك يقوی بوزيره ، كقوة البدن بالظهر ولأی هذه المعانی كان مشتقا فليس فی واحد منها ما يوجب الاستبداد بالامور [1]

لفظ وزارت کے اشتقاق میں تین اختلاف ہیں ایک یہ کہ لفظ "وزر" "بوجھ" سے ماخوذ ہے کیونکہ وزیر اپنے بادشاہ کے بوجھ کو اٹھاتا ہے ، دوسرے یہ کہ وزر "ملجا و ماویٰ" سے ماخوذ ہے جیسا کہ کلام پاک میں آیا ہے (کلا لا وزر) اور چونکہ بادشاہ اپنے وزیر کی رائے اور اعانت میں پناہ لیتا ہے اسی لیے اسے وزیر کہتے ہیں ۔ تیسرے یہ کہ "اوزر" سے ماخوذ ہے جس کے معنی پشت کے ہیں اور جس طرح کہ انسان کا جسم اس کی پشت سے قوی اور مضبوط ہوتا ہے اسی طرح بادشاہ اپنے وزیر کی وجہ سے قوی اور مضبوط ہوتا ہے ان تینوں ماخذوں میں سے جس کسی سے اس لفظ کو ماخوذ سمجھا جائے گا اس سے امور سلطنت میں اختیار کلی ہونے کا مفہوم مستنبط نہیں ہوتا ۔

---

[1] الماوردی صـ۲۲ ۔

۵۔ تاریخی حقائق سے استدلال

یہ کہنا درست نہیں کہ الماوردی کے تمام دلائل خالص اسلامی ہیں۔ اس نے کبھی کبھی ہم عصر سیاسیات پر بھی اپنے دعویٰ کی بنیاد رکھی ہے اور غیر مسلموں کے تاریخی حقائق سے بھی نظیریں پیش کی ہیں۔ قضاء کی اہمیت کا اظہار قدیم عربوں کے دستور و رواج سے نیز ساسانی حکومت کے واقعات سے کیا گیا ہے [۱]

اور بعض الفاظ کی وجہ تسمیہ کے متعلق یہ قدیم آراء سے استفادہ کیا ہے مثلاً۔ الماوردی۔ سرکاری محکموں کو "دیوان" کے نام سے موسوم کرتا ہے اس لفظ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں جو لکھا ہے وہ دلچسپی سے خالی نہیں ہے لکھتا ہے۔

وفی تسمیۃ دیواناً وجہان۔ احدھما ان کسری، اطلع ذات یوم علی کتاب دیوانہ فراھم یحسبون مع انفسھم فقال دیوانہ أی مجانین فسمی موضعھم بھذا الاسم ثم حذفت الھا عند کثرت الاستعمال تخفیفاً لاسم فقیل دیوان، والثانی أن الایوان بالفارسیۃ اسم الشیاطین فسمی الکتاب باسمھم لحذقھم بالامور وقوتھم علی الجلی والخفی وجمعھم لما شذ وتفرق۔ ثم سمی مکان جلوسھم باسمھم فقیل دیوان [۲]

الاحکام السلطانیہ کا دیگر کتب سے موازنہ

مسلمانوں کا نظم مملکت، تاریخ کا ایک نہایت اہم موضوع ہے اس موضوع پر متقدمین اور متاخرین نے کتب لکھی ہیں، جن میں قرآن و حدیث سے امامت، خلافت، وزارت کی تعریفات ان کی شروط اور دیگر امور پر بحث کی ہے متقدمین میں جن لوگوں نے لکھا اُن کی یہ کتابیں معروف ہوئیں۔ مثلاً۔

(۱) آداب السیاسۃ لفخر الدین بن الاثیر (۲) کتاب الفخری فی الآداب السلطانیۃ والدول الاسلامیۃ محمد بن علی بن طباطبا الطقطقی (۳) کتاب الخراج، قاضی ابو یوسف۔
(۴) کتاب الخراج، یحیی بن آدم (۵) کتاب الاموال، امام ابو عبید القاسم بن سلام۔
(۶) الاحکام السلطانیہ، ابی یعلی ابن الفراء۔

---

[۱] رشید احمد، پروفیسر، مسلمانوں کے سیاسی افکار، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۹۰ صفحہ ۲۷

[۲] الماوردی صفحہ ۱۹۹

(۷) الاحکام السلطانیہ ۔ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی ۔

متقدمین کی ان کتب سے اخذ و استفادہ کر کے متاخرین نے نظم مملکت پر کتابیں لکھیں ۔ جن میں مندرجہ ذیل زیادہ مشہور ہوئیں اور عصر حاضر میں اسلامی سیاست کے موضوع پر بنیادی مصادر کی حیثیت رکھتی ہیں ۔

(۱) نظام الدولۃ الاسلامیہ فی الشوؤن الدستوریہ والخارجیہ والمالیہ شیخ عبدالوہاب خلاف ۔

(۲) النظم الاسلامیہ ۔ الدکتور حسن ابراہیم حسن وعلی ابراہیم حسن ۔

(۳) النظم الاسلامیہ نشاتھا وتطورھا ۔ الدکتور صبحی الصالح ۔

اردو زبان میں جو کتابیں اس موضوع پر لکھی گئی ان میں ۔

(۱) اسلام کا نظام حکومت ۔ مولانا حامد الانصاری (۲) اسلامی ریاست ۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ

(۳) اسلامی سیاست ۔ مولانا گوہر الرحمٰن ۔

زیادہ مشہور ہیں ۔ ان میں بھی نظام حکومت اور اُن کے اداروں کے بارے میں مکمل تفصیل بیان ہوتی ہے لیکن نظم مملکت کے بارے میں اولین کتب جو لکھی گئیں وہ پانچویں صدی ہجری میں دو حضرات نے لکھی ۔ جو ایک ہی نام سے موسوم ہوئیں اور بعض میں انہی کتابوں سے تلخیص اور اخذ و استفادہ کیا گیا ۔ حتیٰ کہ اسلوب و ترتیب بھی اِن کے مطابق رکھی گئی ۔ یہ دو کتابیں ۔ ابی یعلی کی الاحکام السلطانیہ اور الماوردی کی الاحکام السلطانیہ ہے ۔ کیونکہ یہ دونوں کتابیں ایک ہی نام سے موسوم ہیں ۔ اور ان کے مواد میں بھی یکسانیت پائی جاتی ہے لہٰذا یہاں انہی دو کتابوں کے مابین موازنہ کیا جاتا ہے ۔

(۱) دونوں کتابوں کا نام ایک جیسا ہے ۔ یعنی الاحکام السلطانیہ اور تقریباً زمانہ تالیف بھی ایک ہے

(۲) مواد کی ترتیب میں بھی یکسانیت پائی جاتی ہے جس سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے شاید ایک مصنف نے دوسرے کے افکار اور کتب سے استفادہ کیا ہے ۔

(۳) موضوعات کے ساتھ ساتھ تعریفات کی عبارت میں بھی یکسانیت پائی جاتی ہے مثلاً ۔

الماوردی نے جو عبارت "وزارۃ التنفیذ" [۱] کے بارے میں لکھی ہے وہی عبارت اور انہی الفاظ میں "ابو یعلی" نے اپنی کتاب میں اسی عنوان کے تحت بیان کی ہے ۔ [۲] اس لیے محققین کو یہ شبہ ہوا ہے کہ ان میں سے کونسی کتاب دوسری کتاب سے اخذ کی گئی ہے ۔

---

[۱] الماوردی ، الاحکام السلطانیہ ص ۲۵

[۲] ابو یعلی الفراء ، الاحکام السلطانیہ ، مصطفیٰ البابی الحلبی ، مصر طبع ثانی ۱۹۶۶ ص ۳۱

علامہ مصطفیٰ المراغی کا خیال ہے کہ الماوردی نے ابویعلیٰ کی کتاب سے استفادہ کیا ہے جب کہ دکتور صبحی الصالح نے دلائل سے اس بات کی تردید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ابویعلیٰ کی کتاب، الماوردی کی کتاب کی تلخیص ہے اور الدکتور محمد عبدالقادر یوسف ابوفارس جنہوں نے ابویعلیٰ کتابہ الاحکام السلطانیہ کے عنوان کے تحت پی۔ ایچ۔ڈی کا مقالہ لکھا ہے ان کی رائے بھی یہی ہے کہ الماوردی کی کتاب اصل ہے اور ابویعلیٰ نے اس سے استفادہ کیا ہے [۱]

(۴) الماوردی اور ابویعلیٰ کی کتب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ الماوردی نے اپنی کتاب میں بکثرت آیات، احادیث اور آثار صحابہ سے استدلال کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ امراء خلفاء کے اقوال بھی پیش کیے ہیں جب کہ ابویعلیٰ نے آیات اور حدیث بیان تو کہیں ہیں مگر بہت کم بیان ہوئی ہیں۔ بقول ڈاکٹر ابوفارس۔

یکفی ان نعلم ان کتاب الماوردی تضمن عدداً من احادیث الاحکام التی استدل لھا ابویعلیٰ بن الفراء فی کتابہ، وزاد علیھا اربعین حدیثاً من احادیث الاحکام فقد بلغت الاحادیث الموجودۃ فی کتاب الفراء اربعۃ وثمانین حدیثاً۔ بینما بلغ تعداد الاحادیث فی کتاب الماوردی، مأیۃ واربعۃ وعشرین حدیثاً [۲]

(۵) الماوردی نے "الاحکام السلطانیہ" میں تقابلی انداز اختیار کیا ہے وہ باوجود شافعی المذہب ہونے کے حنفی، مالکی، حنبلی آراء بھی بیان کرتے ہیں جب کہ قاضی ابویعلیٰ فقط امام احمد بن حنبل کی آراء کو ہی بیان کرتے ہیں۔

(۶) الماوردی جہاں کتاب وسنت، اقوال وآثار صحابہ وتابعین اور امراء خلفاء کی آراء بیان کرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ شاعری کے ذریعے بھی بات کو واضح کرتا ہے اور اپنے مدعا کو بیان کرتا ہے۔ الاحکام السلطانیہ میں کئی ایک مقامات پر اس نے اشعار سے اپنی بات سمجھائی ہے مثلاً۔

امیر مملکت کی اہمیت اس شعر سے اجاگر کی ہے۔

---

[۱] ابوفارس۔ محمد عبدالقادر یوسف۔ القاضی ابویعلیٰ الفراء وکتابہ الاحکام السلطانیہ مطبع اردن، ۱۹۸۱، ص ۵۰۶۔

[۲] ڈاکٹر ابوفارس عبدالقادر، قاضی ابویعلیٰ وکتابہ الاحکام السلطانیہ ص ۵۰۶۔

لا یصلح الناس فوضیٰ لا سراۃ لهم
ولا سراۃ إذا جہالهم سادوا [1]

"اور جب لوگوں پر ذی اقتدار لوگ نہ رہیں تو انہیں اقتدار شخصی کبھی مفید نہیں ہوتا اسی طرح جب جاہل سردار بن جائیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان میں ارباب اقتدار ہی نہیں ہیں۔"

خلیفہ کے اوصاف بیان کرنے کے بعد ایک شعر میں تمام اوصاف کا احاطہ کر دیا ہے۔

من کان حارس دنیا إنہ ضمن أن لا ینام وکل الناس نیام
وکیف ترقد عینا من تضیفه همان من أمدہ حلّ وابرام [2]

"جو دنیا کا نگہبان ہو اسے سزاوار ہے کہ خود نہ سوئے چاہے تمام عالم سوتا ہو، اور بھلا ایسے شخص کو کیونکر نیند آسکتی ہے، جس کا دماغ ہر وقت انتظام سلطنت کی ادھیڑبن میں لگا رہتا ہے۔ الماوردی کے برعکس ابویعلیٰ کی کتاب میں بمشکل ایک شعر بھی نہیں ہے۔

(۷) الغرض الماوردی کی کتاب اسلامی سیاست ونظم ریاست پر بنیادی مصادر کی حیثیت رکھتی ہے۔ بعد میں اس موضوع پر جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں اس کتاب سے استفادہ کیا گیا۔ اور مصنفین نے اس سے اپنے دلائل کے حق میں اقتباسات نقل کیے۔ واللہ اعلم۔

فہرس المصادر والمراجع

۱۔ القرآن الکریم۔ ۲۔ ابن خلکان، وفیات الأعیان۔ مکتبۃ أمیریہ بمصر ۱۲۹۹ھ۔ ۳۔ ابویعلیٰ، الأحکام السلطانیہ، مصطفی البابی الحلبی بمصر، ۱۹۷۷م۔

۴۔ ابوفارس، محمد عبد القادر یوسف، قاضی ابویعلی الفراء وکتابہ الاحکام السلطانیہ مطبوعہ اردن ۱۹۸۱ء

۵۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۶۷ء

۶۔ رشید احمد، پروفیسر، مسلمانوں کے سیاسی افکار، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۰م

۷۔ الزرکلی، خیر الدین، الأعلام، مطبوعہ، مصر ۱۳۴۶ء۔ ۸۔ قمر الدین خان، الماوردی کا نظریہ مملکت، بزم اقبال لاہور ۱۹۸۰م۔ ۹۔ کرد علی۔ کنوز الأجداد

۱۰۔ الماوردی۔ الأحکام السلطانیہ، مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی، بمصر ۱۹۶۶ء۔

۱۱۔ یاقوت الحموی، معجم الأدبآء، عیسی البابی الحلبی بمصر ۱۹۳۶م

۱۲- LANE, ARABIC - ENGLISH LEXICON - VOL - I BOOK - I

---

[1] الماوردی ص۵ [2] الماوردی ص۱۷